التبیان
Islamic Center

# خطبہ جمعۃ المبارک

بعنوان

# مثالی عورت

## (اپنی صفات کے آئینہ میں)

منبر اللجنة العلمية
52

13 مارچ 2020
18 رجب 1441 ھج

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418

بہ اهتمام
**التبیان اسلامک سینٹر**
لاہور۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# مثالی عورت (اپنی صفات کے آئینہ میں)

خطبہ جمعہ کے اہم عناصر:

❁ حقیقی مسلمان ❁ جنتی عورت کی صفات سے متصف ❁ قرآن میں بیان کردہ صفات کی حامل
❁ گھر ہی میں رہنے والی ❁ عصمت وآبرو کی محافظ ❁ فرمانبردار
❁ دکھ درد میں ساتھ دینے والی ❁ مصائب میں صبر کرنے والی ❁ ہر حال میں شکر کرنے والی

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا [ الأحزاب 35]﴾

عورت کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ آسمان وزمین کی ہے، ہر دور میں عورت نے امتیازی کارنامے سر انجام دیئے اور معاشرے میں عزت پائی۔ اسلام قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتا ہے، مگر آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، مغربی تہذیب اور طرزِ معاشرت ہمارے گھروں میں سیرایت کر رہا ہے، دورِ حاضر میں مغربی تہذیب وثقافت سے متاثر مسلمان خواتین اور لڑکیاں اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کو چھوڑ کر راہِ راست سے ہٹی ہوئی خواتین کو اپنے لیے آئیڈیل اور نمونہ سمجھ رہی ہیں، وہ عورتیں جو اسلام مخالف ہیں، انہیں اپنا حقیقی لیڈر سمجھ رہی ہیں۔ حالانکہ مسلم عورت کے لیے آئیڈیل خواتین ازواج مطہرات اور صحابیات ہیں، جنہوں نے ساری زندگی اللہ کو راضی کرنے میں گزار دی۔

اس مناسبت سے آج کے خطبہ جمعہ میں عورت کی حقیقی صفات ذکر کی جائیں گی، تاکہ ہم ایسی ہی خواتین کو

اپنا آئیڈیل سمجھ کر ایسی بننے کی کوشش کریں۔

# نیک عورت کی صفات

## پہلی صفت: مسلمان ہو:

اسلام کا معنیٰ انقیاد (تابع ہوجانا ہے)۔ اس لیے حقیقی مسلمان وہ ہے کہ دین اسلام کے جملہ احکامات کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے، محض اسلامی نام رکھ لینے سے اسلام نہیں آ جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

اسلام یہ ہے کہ تم شہادتین کا اقرار کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کا روزہ رکھو اور طاقت ہونے پہ اللہ کے گھر کا حج کرو۔

صحیح مسلم: ۸

اگر خواتین اسلام کے ان پانچ ارکان کا آئینہ دار ہیں، اللہ اور اس کے رسول پہ ایمان لانے کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بیان کردہ احکامات پر عمل بھی کرتی ہیں تو وہ مسلمان ہیں، بصورتِ دیگر محض اسلامی نام رکھ لینے سے اسلام نہیں آ جاتا۔ بقولِ شاعر:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

## دوسری صفت: ایمان والی ہو:

ایمان کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمائی:

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پہ، اس کے فرشتوں پہ، اس کی کتابوں پہ، اس کے رسولوں پہ، آخرت پہ اور اچھی بری تقدیر پہ ایمان لاؤ۔

صحیح مسلم: ۸

- اللہ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ موجود ہے، وہ خالق و مالک ہے، اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق

نہیں، نظامِ کائنات چلانے والا اور ساری کائنات کو رزق دینے والا وہی ہے۔ لہٰذا صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی اور کو کسی بھی طرح شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

❁ ایمان کی جب بات آئی ہے تو عمار بن یاسر کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی شہادت یاد آتی ہے، ایمان کے لئے شہید ہونا گوارا کر لیا مگر اللہ پر سے ایمان ذرہ برابر بھی کمزور نہیں کیا۔

❁ ایمان والی عورت کو دیکھنا ہے تو فرعون کی بیوی کو دیکھیے، فرعون کے محل میں کسی بھی چیز کی کمی نہ تھی مگر سارا عیش و آرام چھوڑ کے ایمان کو گلے لگایا اور اللہ تعالی سے دعا کی:

رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ [ سورة التحريم:11]

اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔

اس کے برعکس اللہ کے پیغمبر نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیوی کو نافرمانی کی وجہ سے جہنمی بنا دیا۔

## تیسری صفت: جنتی عورتوں کی صفات سے متصف ہو:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنتی عورتوں کی بہت سی صفات بیان فرمائی ہیں، جن میں بہت سی تو ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لیے بطور انعام خصوصی، وہ صفتیں ان کے اندر ودیعت فرمائے گا جس کی تفصیل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ وہ صفتیں دنیا میں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں، بلکہ بعض تو ممکن بھی نہیں ہیں۔ تاہم بعض صفتیں ایسی ہیں کہ ہر عورت اپنے آپ کو ان صفات سے آراستہ کر سکتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ جنتی عورتوں کے بارے میں فرمایا:

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (سورة الرحمن:٥٦)

ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں، جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے۔

❁ [قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ] کا مطلب ہے اپنی نگاہوں کو پست رکھنے والی، جس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھنے والی نہ ہو۔ ہر مومنہ عورت کو اپنے اندر یہ خوبی پیدا کرنی چاہیے۔ اس کا مرکز توجہ، اس کی رعنائیاں اور اس کا سب کچھ صرف اور صرف خاوند کے لیے ہو، کسی اور کی طرف اس کی

توجہ مبذول نہ ہو۔

❁ [لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَان] جنتی عورتوں کی طرح وہ پاک دامن ہو۔ خاوند کے علاوہ کسی بھی غیر محرم نے اسے چھوا نہ ہو۔

❁ ایک صفت جنتی عورتوں کی یہ بیان کی گئی ہے کہ [مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ] وہ خیموں میں بند (رہنے والی) ہوں گی۔ یعنی بن سنور کر بازاروں میں، کلبوں میں پھرنے والی، دوسرے کی باہوں میں جھولنے والی نہ ہو، بلکہ گھر کی چاردیواری میں اپنے خاوند ہی کی بن کر رہنے والی ہو۔

## چوتھی صفت: قرآن میں بیان کردہ صفات سے متصف:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی حسب ذیل صفات بیان فرمائی ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا [ الأحزاب35]

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

مذکورہ صفات جس طرح ایک مومن مرد کے لیے ضروری ہیں، اسی طرح مومنہ عورتوں کو بھی ان صفات کا حامل ہونا چاہیے۔ اگر مرد کے اندر یہ صفات ہوں لیکن عورت ان سے محروم ہو تو مرد کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنی عورت کو بھی ان صفات کا حامل بنائے۔ اسی طرح اگر عورت ان صفات سے متصف ہو لیکن مرد ان سے محروم ہو تو عورت کوشش کرے کہ اس کے خاوند کے اندر بھی یہ مومنانہ صفات پیدا ہوں تا کہ دونوں ایک ساتھ جنت میں جائیں۔

## پانچویں صفت: گھر میں ہی رہنے والی ہو:

فرمانبردار عورت وہ ہوتی ہے جو گھر ہی میں رہتی ہے اور انتہائی مجبوری کی حالت میں گھر سے باہر نکلتی ہے، اسی بات حکم اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو دیتے ہوئے فرمایا:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ (سورة الاحزاب: ٣٣)

اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔

❁ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے گھر ہی میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ عورت کے لیے اپنے گھر سے زیادہ حفاظت والی اور کوئی جگہ نہیں، مگر انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہماری مسلمان مائیں اور بہنیں سب سے زیادہ بازاروں کی رونق بنی نظر آتی ہیں، مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی عادت نے عورت کو عورت رہنے ہی نہیں دیا، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

عورت پردے کی چیز ہے، وہ جب نکلتی ہے تو شیطان اسے گردن اٹھا کر دیکھتا ہے۔

سنن الترمذی: ١١٧٣، قال الالبانی: صحیح

❁ ایک دوسری روایت میں ہے:

المرأة عورة وإنها إذا خرجت استشرفها الشيطان، وإنها لا تكون أقرب إلى الله منها في قعر بيتها

عورت پردے کی چیز ہے، وہ جب نکلتی ہے تو شیطان اسے گردن اٹھا کر دیکھتا ہے اور وہ اللہ کے پاس اس سے زیادہ کبھی قریب نہیں ہوتی جس قدر وہ اپنے گھر کے اندر (رہ کر قریب) ہوتی ہے۔

سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٦٨٨

❁ بعض خواتین گلیوں بازاروں میں اس کیفیت سے نکلتی ہیں کہ وہ لباس پہننے کے باجود بھی برہنہ ہوتی ہیں، ان کا لباس ان کے جسم کو واضح کر رہا ہوتا ہے، ایسی عورتوں کی بابت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں:

نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا

وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود بھی برہنہ ہوں، (خود لوگوں کی طرف) مائل ہونے والی

اور (لوگوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی، ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں، یہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پاسکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور دور سے آ رہی ہے۔

صحیح مسلم:۲۱۲۸

## چھٹی صفت: اپنی عصمت وآبرو کی حفاظت کرنے والی ہو:

مثالی عورت وہ ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنی عصمت وآبرو کی حفاظت کرتی ہے، وہ اپنی عصمت کو بچانے کے لیے ان تمام اسباب واعمال سے رُک جاتی ہے جو زنا اور فحش کاری تک لے جانے والے ہیں، ایسی ہی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ

”جب عورت اپنی پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، اپنے ماہ (رمضان) کا روزہ رکھ لے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرلے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرلے تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں اسکے جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہوجا۔

{مسند احمد:۳ـ۱۹۹(۱٦٦۱)

اے خاتون اسلام! غیر محرم سے شیریں کلام، اجنبی مرد سے خلوت، نرم گفتگو، نیم برہنہ لباس پہننا اور گلیوں، دفتروں، فیکٹریوں اور بازاروں میں جانے سے زنا میں پڑنے کا خدشہ ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ان تمام کاموں سے باز آجائیں۔

اور یاد رکھ لیجئے! عورت کو چاہیے گھر میں خاوند کے قریبی رشتے دار چھوٹے بڑے بھائی (عورت کے دیور، جیٹھ) اور اسی طرح عورت کے قریبی رشتے دار، اس کے ماموں زاد، چچا زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، (جن کو آج کل کزن کہا جاتا ہے) سے بھی پردے کا اہتمام کرے، ان سے بے تکلف نہ ہو، ان سے زیادہ بے تکلفی، قربت اور بے پردگی نہایت خطرناک ہے جس سے اس کی عصمت کی ردائے تقدس بھی تار تار ہوسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیور، جیٹھ وغیرہ کو موت قرار دیا ہے۔

## ساتویں صفت: پردہ کرنے والی ہو:

عورت کا معنی ہی پردہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی حقیقی زینت پردے میں رکھی ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے ہماری ماؤں ازواج مطہرات کو حکم دیا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (سورة الاحزاب: ٥٩)

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے آپ پر لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں تکلیف نہ پہنچائی جائے اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

❀ اگر صحابیات کرام کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو وہ بہت زیادہ پردے کا اہتمام کرنے والی تھیں، چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں:

✿ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ» ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟ قَالَ: «يُرْخِينَ شِبْرًا» ، فَقَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ، قَالَ: «فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا، لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ»

جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: عورتیں اپنے دامنوں کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکا کر رکھیں۔ انہوں نے عرض کی: اس صورت میں ان کے قدم کھل جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر ایک ہاتھ تک لٹکا سکتی ہیں اس سے زیادہ نہیں۔

سنن الترمذی: ۱۷۳۱، قال الالبانی: صحیح

اللہ اکبر! سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فکر لاحق ہوگئی کہ ہمارے قدم کہیں مرد دیکھ نہ لیں اور آج کی خواتین بتکلف اپنا جسم غیر مردوں کو دکھانے میں فیشن محسوس کرتی ہیں۔

✿ عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں:

قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ المَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ» فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا

مجھے ابن عباس نے کہا: کیا میں تمہیں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کالی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو کہنے لگی: مجھے مرگی دورا پڑتا ہے اور میں بے لباس ہوجاتی ہیں، آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو صبر کرلے تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے لیے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں عافیت دے دے۔ تو اس عورت نے کہا: میں صبر کروں گی۔ اور ساتھ کہا: مگر میں بے لباس ہوجاتی ہوں، آپ میرے لے دعا کریں کہ میں برہنہ نہ ہوں تو آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کردی۔

صحیح البخاری: ۵٦۵۲

سامعین محترم! اندازہ کیجئے اس عورت نے بیماری برداشت کرلی مگر بے لباس ہونا برداشت نہ کیا۔

## آٹھویں صفت: خاوند کی فرماں برداری کرنے والی ہو:

شوہر کی فرمانبرداری سے قبل شوہر کی قدرومنزلت پہچاننے کی ضرورت ہے، کیونکہ قدرومنزلت کا اندازہ ہوگا تو خدمت وفرمانبرداری کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ خاوند کی قدرومنزلت پہنچانے کے لیے شاید اتنا ہی کافی ہے کہ رب کے بعد کسی اور کے لیے سجدہ روا ہوتا تو وہ خاوند ہوتا جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

”اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔“

سنن الترمذي: 1159، قال الالبانی: صحیح

❁ ایک دوسری روایت میں تو آپ نے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ تک رکھنے کی اجازت نہیں دی، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

”عورت خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔“

صحیح مسلم: 1026

❁ جس خاوند کو باری تعالیٰ نے اتنی ساری فضیلتوں سے نوازا ہے، اب حق یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری

کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ

''وہ عورت، جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کن نظر سے دیکھے، جب خاوند اس کو کسی بات کا حکم دے تو اسے بجالائے اور عورت اپنے نفس اور خاوند کے مال میں اس کی خواہش کے برعکس ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو اس کے خاوند کو ناپسند ہو۔''

سنن النسائی: ۳۲۳۱، قال الالبانی: صحیح

❁ خاوند کسی بھی معروف بات کا حکم دیتا ہے تو اسے ماننا ضروری ہے، یہاں تک کہ وہ جماع کی دعوت ہی کیوں نہ دے، اس میں بھی انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهَا، فَتَأْبَى عَلَيْهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ اس کے پاس آنے سے انکار کر دیتی ہے تو آسمان والا (رب) اس پر ناراض ہوتا ہے یہاں تک کہ خاوند اس سے راضی ہو جائے۔''

صحیح مسلم: 1436

## نوویں صفت: بچوں پر نہایت مہربان، خاوند کے مفادات کا خیال رکھنے والی:

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے نیک بیوی کی دو صفات اس انداز سے بیان فرمائی ہیں:

أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى بَعْلٍ بِذَاتِ يَدِهِ

''اپنے بچوں پر جب کہ وہ کم عمر ہوتے ہیں، بڑی مہربان اور شفیق اور اپنے خاوندوں کے معاملات میں ان کے مفادات کا بہت خیال رکھنے والی۔''

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کا دائرۂ کار گھر کی چار دیواری ہے جس میں گھریلو امور سر انجام دینے کے علاوہ، مزید دو ذمے داریوں کا بوجھ بھی اس نے اٹھانا ہے۔ ایک بچوں کی حفاظت، جس میں حمل سے لے کر رضاعت تک اور اس کے بعد بھی بدوِ شعور تک کے مراحل ہیں۔ دوسرے خاوند کی خدمت و

اطاعت۔ گویا عورت نے بہ یک وقت تین خدمات سرانجام دینی ہیں:

① امور خانہ داری۔
② بچوں کی پرورش ونگرانی۔
③ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہشات کی تسکین۔

یہ تینوں خدمات اتنی عظیم ہیں کہ اس کے شب وروز کے تمام لمحات اس میں صرف ہوجاتے ہیں یوں وہ پورے طور پر مرد کی شریک زندگی بن کر مرد کو سکون مہیا کرتی ہے جس کی وجہ سے مرد گھریلو معاملات سے بے فکر ہوکر یکسوئی سے کسب معاش میں مصروف رہتا ہے۔

اسی لیے شریعت اسلامیہ نے عورت کو کسب معاش کے جھمیلوں میں ڈالنا پسند نہیں کیا ہے کیونکہ یہ دوہری ذمے داری ہوتی کہ وہ گھر کا سارا انتظام بھی سنبھالے اور گھر کا نظام چلانے کے لیے سرمایا بھی مہیا کرے۔ یہ ظلم ہے اسلام نے عورت کو اس ظلم سے بچایا اور کسب معاش کا مکمل ذمے دار مرد کو قرار دیا ہے۔

## دسویں صفت: عورت ناشزہ نہ ہو:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ [النساء 34]

’’وہ عورتیں جن سے تمہیں نشوز کا خوف ہو تو تم ان کو وعظ ونصیحت کرو اور ان کو بستروں میں الگ کردو اور ان کی سرزنش کرو۔‘‘

نشوز عربی زبان میں ارتفاع (بلندی) کو کہتے ہیں۔ یہاں اس لفظ کا مطلب یہ ہوگا کہ جو عورت، مرد کو بالادست سمجھنے کی بجائے، اپنی بالادستی منوانے کی کوشش کرے اور اس کی اطاعت کرنے کے بجائے اپنا حکم چلائے اور مرد کو زیردست رکھنے کی کوشش کرے، تو چونکہ یہ نشوز فطرت کے خلاف ہے تو اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں نکلے گا۔

❀ اللہ تعالیٰ نے مرد کو دو وجہ سے عورت پر قوّام بنایا ہے:

① ایک کا تعلق وھبی صفت سے ہے کہ اس کو عورت کے مقابلے میں زیادہ قوت وتوانائی اور زیادہ دماغی و ذہنی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔

② دوسری کا تعلق کسبی صفت سے ہے کہ مرد محنت کرکے عورت کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے (مہر،

نان نفقہ اور دیگر ضروریات مرد کے ذمے ہے) جو عورت صالحہ، قانتہ ہوتی ہے وہ اس حقیقت کو سمجھتی ہے اور مرد کی شکر گزار اور فرماں بردار بن کر رہتی ہے اور جو صالحہ قانتہ نہ ہو، وہ عدم اطاعت اور ناشکری کا راستہ اختیار کر کے فطرت سے جنگ کرتی ہے، اس کے نتیجے میں میاں بیوی کے تعلقات میں جو ناہمواری اور ناخوش گواری پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا حل یہ بتلایا ہے کہ:

① اس کو وعظ و نصیحت کی جائے، اس کو اللہ سے ڈرایا جائے۔

② یہ کارگر نہ ہو تو مرد رات کو اس کے ساتھ سونا چھوڑ دے اور رات کی حد تک علیحدگی اختیار کر لے۔

③ یہ علیحدگی بھی اس کو سمجھنے پر آمادہ نہ کرے تو اس کو ہلکی سے مار مار لے جس سے اس کے کسی عضو کو نقصان نہ پہنچے۔ کیونکہ اس تادیب (سرزنش) سے مقصود اس کی اصلاح ہے نہ کہ اس کو جسمانی نقصان پہنچانا۔

④ اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر خاندان کے لوگوں کو صورت حال سے مطلع کر کے دو حَکَم (ثالث) مقرر کیے جائیں، جو دونوں کی باتیں سن کر اس کی روشنی میں ان کا فیصلہ کریں۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ نیک عورت کی صفات میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ ناشزہ نہ ہو یعنی وہ خاوند کی فرماں بردار ہو نہ کہ اس کو اپنا فرماں بردار بنانے والی۔ گھر میں اس کی بالادستی کو تسلیم کرنے والی ہو نہ کہ اپنے کو بالادست سمجھنے والی، خاوند کی بن کر رہنے والی ہو نہ کہ خاوند کو اپنا بنا کر رکھنے والی اور خاوند کے حق کو سمجھنے والی اور اس کو ادا کرنے والی ہو نہ کہ اس کے برعکس صرف اپنا ہی حق جتلانے اور منوانے والی۔

## گیارھویں صفت: دکھ درد میں خاوند کا ساتھ دینے والی ہو:

مثالی عورت کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ خاوند کی زندگی میں آنے والی پریشانیوں سے گھبراتی نہیں، بلکہ خاوند کو تسلی دیتی ہے اور اس کو اللہ سے اچھی امیدیں وابستہ کرنے کی تلقین کرتی ہے۔

نبی ﷺ پر غار حرا میں جب غیر متوقع طور پر پہلی مرتبہ جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے سورہ علق کی ابتدائی آیات پڑھنے کی تلقین کی تو آپ ﷺ چونکہ امّی (غیر تعلیم یافتہ) تھے تو آپ کی زبان مبارک سے وہ الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے اور آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے جواب میں یہی فرماتے تھے:

مَا اَنَا بِقَارِئٍ

میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

جبریل علیہ السلام آپ کو دباتے اور آپ ﷺ یہی فرماتے۔ جبریل علیہ السلام نے تین مرتبہ آپ کو دبایا جس کے بعد آپ کی زبان مبارک پر وحی کے الفاظ جاری ہوگئے۔ اس واقعے کے بعد آپ خوف میں مبتلا ہوگئے اور آپ اسی خوف و دہشت کے عالم میں گھر تشریف لائے، آپ کے جسم پر ایک کپکپی سی کیفیت طاری تھی اور آپ نے اپنی اہلیہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

زَمِّلُوْنِي، زَمِّلُوْنِي

”مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل اڑھادو۔“

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اندازہ لگا لیا کہ آپ کی ساتھ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جس سے آپ پر خوف اور دہشت کی کیفیت طاری ہوگئی ہے، اس موقع پر ایک سمجھ دار خاتون کی طرح انھوں نے نبی ﷺ کی اخلاقی خوبیوں کا تذکرہ کرکے فرمایا کہ آپ کے اندر تو یہ یہ خوبیاں ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھا ہی معاملہ فرمائے گا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ

”ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی حزن و غم میں مبتلا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، تھکے ہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کو کما کر کھلاتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق (کی راہ میں آنے والے) مصائب پر مدد کرتے ہیں۔“

صحيح البخاري:2

❁ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا کام یہ کیا ہے کہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ یہ ورقہ دور جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عبرانی زبان جاننے کی وجہ سے انجیل کی باتوں کا علم بھی رکھتے تھے، انھوں نے صورتحال دیکھ کر کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اس طرح انھوں نے بھی آپ کو تسلی بلکہ خوش خبری دی کہ یہ تو وحی و رسالت کا وہ سلسلہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے۔

❁ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یہی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی، ان کو یاد کرتے اور ان کا تذکرہ فرماتے رہتے تھے حتی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بعض دفعہ ان کی تعریف سن کر رشک کا

شکار ہو جاتیں۔

## بارھویں صفت: ہر حال میں شکر گزار رہو:

مسلمان عورت کی ایک اہم صفت شکر گزاری ہے، وہ عسر و یسر، خوش حالی اور تنگ دستی ہر حالت میں اللہ کا بھی شکر ادا کرے اور اپنے خاوند کی بھی شکر گزار رہو۔

آج کل ہماری معیشت و معاشرت میں جو تکلفات در آئے ہیں، اس نے ہر مرد و عورت کو احساس محرومی میں مبتلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے کلمات تشکر ہماری زبان پر آتے ہی نہیں ہیں، نہ اللہ کے لیے اور نہ خاوند اور والدین کے لیے، حالانکہ انسان پر سب سے پہلے احسانات اللہ تعالیٰ کے ہیں، پھر والدین کے اور خاوند کے اور درجہ بدرجہ دیگر قرابت داروں کے۔ اللہ کے ساتھ ساتھ ان سب کا مرہون احسان رہنا نہایت ضروری ہے، ورنہ انسان ناشکری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ ناشکری بہت بڑا جرم ہے اور عورتوں کی اکثریت اسی ناشکری کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنے گی۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار سورج گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ الجَنَّةَ، أَوْ أُرِيتُ الجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَاليَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ» قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «بِكُفْرِهِنَّ» قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ: " يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

”میں نے جنت کو دیکھا اور جہنم کو بھی دیکھا، اور اس جیسا (ہولناک) منظر، جو میں نے آج دیکھا، کبھی نہیں دیکھا۔ اور میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی۔ صحابہ نے پوچھا، اللہ کے رسول! اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ان کا ناشکری کرنا۔ پوچھا گیا، کیا اللہ کی ناشکری کرنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور اس کے احسان کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو، پھر وہ تم سے کوئی ایسی بات دیکھ لے (جو اس کے مزاج اور طبیعت کے خلاف ہو) تو وہ کہے گی، میں نے تو تیرے ہاں کبھی سکھ دیکھا ہی نہیں۔“

صحيح البخاري:5197

❁ اس حدیث میں عورتوں کی ایک بہت بڑی کمزوری کا بیان ہے اور وہ ہے خاوند کی ناشکری۔ عورت مرد کی رفیقِ زندگی اور شریکِ سفر ہے۔ زندگی میں نشیب وفراز اور حالات میں مدّو جزر آتے رہتے ہیں۔ انصاف اور اخلاق کا تقاضا ہے کہ کبھی مرد مشکلات میں پھنس جائے اور اس پر تنگ دستی کا دور آجائے، تو ایسے حالات میں بھی عورت مرد کا اسی طرح ساتھ دے جیسے خوش حالی کے دور میں وہ دیتی رہی تھی اور حرف شکایت زبان پر لاکر مرد کی دل شکنی یا اس کی مشکلات میں اضافہ نہ کرے۔

❁ جو عورتیں اس کے برعکس رویہ اختیار کرتی ہیں اور تنگی میں بھی ان کی توجہ اپنے لباس، اپنے زیورات اور اپنی آسائشوں اور سہولتوں ہی پر رہتی ہے اور ان میں کمی آنے پر مردوں کو کوستی اور شکوہ شکایتوں سے مردوں کی پریشانیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ناانصافی ہے اور خاوندوں کی ناشکری ہے، جو اللہ کو ناپسند ہے اور یہ صفت اسے اتنی ناپسند ہے کہ اس کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو جہنم میں ڈال دے گا۔

بنابریں ضروری ہے کہ نیک خواتین، جنت میں جانے کی خواہش مند خواتین، اس حدیث رسول کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں اور کسی موقعے پر بھی خاوند کی ناشکری کریں اور نہ اللہ کی ناشکری کریں، کہ یہ دونوں ناشکریاں جہنم میں لے جانے کا باعث بن سکتی ہیں۔ بلکہ بہتر ہے کہ محرومی اور تنگ دستی کے موقعے پر نبی ﷺ کی یہ حدیث سامنے رکھی جائے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

انْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ

”ان کو دیکھو جو تم سے کمتر ہیں، ان کو مت دیکھو جو تم سے برتر ہیں۔ اس طرح تم ان نعمتوں کی جو اللہ نے تمھیں عطا کیں ہیں ناقدری نہیں کرو گے۔“

صحیح مسلم:: 2963

## تیرھویں صفت: مشکلات میں صبر وضبط کا نمونہ ہو:

عورت کو صبر وضبط کا بھی ایسا نمونہ ہونا چاہیے جس سے مرد کو بھی حوصلہ ملے اور پہنچنے والا صدمہ برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ غم وحزن کے موقعے پر عورت بےصبری اور عدم برداشت کا مظاہرہ کرے گی، ایک تو یہ شریعت کی تعلیمات کے خلاف ہے دوسرا مرد کو بھی غلط راستے پر ڈالنے کی مجرم ہو گی۔ اس کے برعکس صبر و

ضبط کا مظاہرہ کرنے پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کی خوش خبری ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ [البقرة155-157]

’’اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے رب کی طرف سے بخشش اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔‘‘

### ❀ صبر و ضبط کا ایک مثالی نمونہ:

صبر و ضبط میں یہ وہ واقعہ ہے جسے سیدنا ابوطلحہ ؓ کی اہلیہ اُمِّ سُلَیم ؓ نے پیش کر کے رہتی دنیا تک مثال چھوڑ دی۔ ہم اختصار سے اس واقعہ کو پیش کرتے ہیں:

’’سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ ؓ کا ایک بیٹا بیمار تھا، ابوطلحہ (جب کام کاج کے لیے) باہر چلے گئے تو بیٹا فوت ہو گیا۔ جب واپس آئے تو پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ (ان کی اہلیہ اور بچے کی ماں) ام سُلَیم نے کہا: وہ پہلے سے کہیں زیادہ سکون میں ہے، بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا جو انھوں نے تناول فرمایا پھر بیوی سے ہم بستری کی۔ جب ابوطلحہ فارغ ہو گئے تو (بیوی نے بتلایا کہ بچہ تو فوت ہو گیا ہے)۔ اب اسے دفنا دو! جب انھوں نے صبح کی تو ابوطلحہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا بیان کیا آپ نے پوچھا: کیا رات کو تم نے ہم بستری کی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان دونوں کے لیے برکت عطا فرما۔ (چنانچہ اس دعا کے نتیجے میں، مدت مقررہ کے بعد) ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ (انس ؓ فرماتے ہیں کہ) مجھ سے ابوطلحہ نے کہا: ابوطلحہ ؓ انس ؓ کی والدہ ام سُلَیم کے دوسرے خاوند تھے، یعنی انس ؓ کے سوتیلے باپ تھے۔ ام سلیم کے پہلے خاوند انس ؓ کے والد، مالک بن نضر تھے جو اسلام لانے کے بجائے شام چلے گئے تھے اور وہیں فوت ہو گئے۔ انس ؓ کی والدہ نے اس کے بعد ابوطلحہ سے نکاح کر لیا۔) اس بچے کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ دے دیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا: کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، کچھ کھجوریں ہیں۔ نبی ﷺ نے وہ کھجوریں لے لیں اور ان کو منہ میں چبایا، پھر وہ اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیں، اور اس کو (یوں) گھٹی

دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

صحیح بخاری: 5470، صحیح مسلم: 2144

❀ اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عیینہ نے کہا: انصار کے ایک آدمی نے انھیں بتایا کہ میں نے (اس) پیدا ہونے والے (بچے) عبداللہ کی اولاد سے نو لڑکے دیکھے، سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

صحیح بخاری: 1301

❀ اس حدیث سے ہمیں معاشرتی زندگی کے لیے بہت سی ہدایات ملتی ہیں۔ مثلاً

① ایک صابر و شاکر عورت کا کردار کہ بچہ فوت ہو گیا لیکن کوئی جزع فزع، واویلا، بین اور نوحہ و ماتم نہیں کیا۔ حتی کہ خاوند جب گھر آتا ہے تو پہلے ایک خدمت گزار بیوی کی طرح خاوند کی تمام ضروریات کا اہتمام کرتی ہیں اور اس کے بعد خاوند کو ایک نہایت اچھوتے انداز سے بچے کی وفات کی اطلاع دیتی ہیں۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خاوند کی خدمت اور اسے آرام و سکون پہنچانا ایک مسلمان عورت کا اولین فرض ہے۔

② گھر میں خاوند کے لیے سنگھار اور زیب و زینت کا اہتمام کرنا مستحسن ہے۔

③ ولادت کے بعد بچے کو کسی نیک آدمی کے پاس لے جا کر اس سے گھٹی دلوانی چاہیے۔

④ مصیبت میں جو اللہ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔

استفادہ: عورت کی صفات از: حافظ صلاح الدین یوسف
مثالی مسلمان عورت از ڈاکٹر علی ہاشمی

* * * *

**رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی**

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجیے

| کال کے لیے: | واٹس ایپ رابطہ کے لیے: |
|---|---|
| حافظ زبیر بن خالد مرجالوی | 03111701903 |
| 03086222418 | 03036604440 |
| 03111701903 | 03086222416 |